اُردو کا ارتقاء تراجم قرآن کے آئینے میں

(از حافظ مولانا محمد اسرائیل صاحب فرحت قاسمی رفیق دائرۃ الرشید جامعہ عربیہ اشرفیہ بنیا بھوجپور ضلع بھوجپور (بہار)

(۲)

حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی کی ابتداء سے تقریبًا پون صدی تک ہندوستان میں سیاسی ابتری، ہنگامہ خیزی اور افراتفری کا دور رہا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سلطنتِ مغلیہ پر زوال کے آثار شروع ہو چکے تھے۔ کمپنی پورے ملک میں اپنا سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتی تھی۔ اِدھر مراٹھے الگ سر اٹھا رہے تھے اودھ کی نوابی بھی سنگین حالات سے دوچار تھی۔ نواب حیدرآباد اور ہندوستان کی دوسری ریاستوں میں بھی ایک عجیب ہنگامہ برپا تھا۔ یہ کل طاقتیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو رہی تھیں پورا ملک انھیں ناگفتہ بہ حالات میں گرا رہا تھا مسلمان ان ہی سیاسی چکیوں میں پس رہا تھا۔ ملک کا ذی علم اور اہلِ قلم طبقہ عجیب کشمکش میں مبتلا تھا۔ علمی خدمات اور تصنیف و تالیف کے لئے جو خوش گوار اور پُر سکون ماحول ہونا چاہیئے وہ تقریبًا مفقود تھا۔ ذہنی اور روحانی اطمینان معدوم ہو چکا تھا اس کے قبل اہلِ علم اور صاحبِ فکر و نظر کے جو مختلف مکاتب تھے اپنے طور پر کچھ علمی خدمات انجام دیتے رہے مگر انیسویں صدی کا ماحول ان کے لئے بھی سازگار نہ تھا ہاں یہ ضرور تھا کہ ہوشمند اور فکر و بصیرت والے لوگ بجائے کوئی ٹھوس اور علمی کارنامہ انجام دینے کے ذہنی سکون کے لئے گیسوئے اردو کے پیچ و خم کو سنوارنے میں مصروفِ کار تھے اس دور میں اُردو کے مشہور شاعر تو بہت ہوئے ان میں بہت

سے صاحب دیوان بھی ہوئے مگر علمی میدان میں شاید ہی کوئی ایسا فرد اٹھا ہو جو تصنیف و تالیف کے ذریعہ ٹھوس، اور اساسی خدمات انجام دے کر ممتاز حیثیت کا مالک بنا ہو۔

سیاسی بحران، اور حالات کی ہولناکیوں کے باعث انیسویں صدی کے ستر برس تک بڑے پیمانے پر ہندوستان میں کوئی علمی اور دینی ادارہ بھی وجود میں نہیں آیا تھا۔ ویسے چھوٹے چھوٹے مکاتب و مدارس ضرور تھے جن میں تعلیم و تدریس کا کام جاری تھا۔ مگر بالکل محدود پیمانے پر مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد ان کی معاونت و امداد ادران کے باقی رہنے کے دوسرے ذرائع بھی کالعدم ہو چلے تھے۔ جن سے ان اداروں میں ایک مردنی چھائی ہوئی تھی۔ عام طور پر اولوالعزمی اور بلند حوصلگی کا فقدان تھا جو کسی بڑے اور اہم کام کے لئے لزوم کی حیثیت رکھتا ہے:۔

ملک کا یہی وہ تاریک اور بھیانک دور تھا جس سے علم کا کارواں گذر رہا تھا، ایسے دل شکن حالات میں ظاہر ہے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر جیسا اہم اور ٹھوس کام کتنا مشکل ہے اندازہ قیاس اور آثار و قرائن بھی اس پر شاہد عدل ہیں اور اردو کے مشہور اہل قلم نواب صدیق حسن خاں صاحب نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ اس قیامت خیز دور میں ترجمہ اور تفسیر کی کوئی ٹھوس خدمت نہیں ہوئی۔

آخر کار اس ہنگامہ خیزی اور افراتفری کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں غدر کی شکل میں ظاہر ہو گیا مغل سلطنت کے بچے کھچے آثار اور برائے نام اقتدار کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اب ہندوستان کے مسند حکومت پر قابض ہو گئی مسلمانوں کے ہاتھوں سے سلطنت گئی تھی اس لئے انھیں اس کا زیادہ ملال تھا اس حزن و یاس اور اندوہ وغم میں تقریباً پندرہ[1] سال کا زمانہ گذر گیا۔ بالآخر ۱۸۶۱ء-۱۸۷۱ء سے ہی ہندوستان کے اندر کئی علمی ادارے وجود میں آنے شروع ہو گئے تھے دارالعلوم دیوبند ۱۸۶۶ء کے ۹ سال بعد ۱۸۷۵ء میں قیام عمل میں آیا مدرسۃ العلوم علی گڑھ، ندوۃ العلما لکھنؤ، ندوۃ المصنفین دہلی اور اس طرح کے یکے بعد دیگرے وچھے پیمانے کے کئی دوسرے علمی ادارے قائم ہوئے ۱۸۵۷ء کے تقریباً ایک نسل کے بعد علوم و فنون کا کارواں تازہ دم ہو کر علم و ادب

[1] سن توجہ طلب ہے۔ برہان

کی راہ پر پھر رواں دواں ہوگیا۔

علی گڑھ سے جو شخصیتیں بساطِ علم وادب پر جلوہ گر ہوئیں ان میں خصوصیت کے ساتھ سر سید احمد خاں، ڈپٹی نذیر احمد، منشی ذکاء اللہ صاحب، علامہ الطاف حسین حالی، اور علامہ شبلی نعمانی تھے۔ اور مرکز العلوم دیوبند سے رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر جو چمکے ان میں حضرت مولانا محمد قاسمؒ مولانا محمد یعقوب گنگوہیؒ، مولانا رشید احمد صاحب، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں:۔

۴ حضرت مولانا ابو محمد ابراہیم صاحبؒ اسی دوران ۱۸۹۵ء آرہ (ضلع بھوجپور) بہار کے رہنے والے مولانا ابو محمد ابراہیم صاحبؒ نے قرآنِ پاک کے صرف پہلے پارے کی تفسیر لکھی جو تفسیر خلیلی کے نام سے موسوم ہوئی وہ تفسیر ہمارے پیشِ نظر ہے، اس سے چند اقتباسات نقل کئے جارہے ہیں۔

سورۂ فاتحہ کا لفظی ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:۔

"ساری خوبیاں خدا ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ بڑا ہی مہربان نہایت ہی رحم والا، انصاف کے دن کا مالک تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم لوگ مدد چاہتے ہیں تو ہم کو سیدھی راہ چلا ان لوگوں کی راہ جن کو تو نے نوازا اُن کی راہ نہیں جن پر تو غصہ ہوا اور بھٹکنے والوں کی راہ:۔

سورۂ بقرہ کا چھٹا رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں یہ آیت مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ مولانا ابو محمد ابراہیم صاحبؒ نے یوں فرمایا ہے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

اور (یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑا پوجنے کے سبب سے اپنا آپ بگاڑا اب اپنے پیدا کرنے والے کی طرف پھر رجوع کرو اور اپنا مارا جانا اختیار کرو تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک یہی بات اچھی ہے۔ پھر جب کہ

تم لوگوں نے موسیٰ کے حکم کی تعمیل کی) تو خدا بھی تم پہ
پھر مہربان ہو گیا اور وہ بڑا ہی معاف کرنے والا
مہربان ہے۔

مذکورہ تراجم کے یہ وہ نمونے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے پہلے کئے گئے اور اس وقت تک اردو کی ترقی کی رفتار بہت سست تھی چوں کہ اس وقت تک کوئی علمی ادارہ قائم نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی اہم اور علمی ادبی شخصیت ایسی پیدا ہوئی تھی جس کا اردو پر احسان عظیم ہو اور جس نے اردو میں استعمال ہونے والے الفاظ کو جو کیچڑ میں پڑے ہوئے تھے انھیں صاف ستھرا کر کے دکان ادب کی زینت بخشی ہو اس کام کے لئے ایک ایسی شخصیت وجود میں آئی جس نے ایک طرف مسلمانان ہند کو رفعت وبلندی سے ہم کنار کیا تو دوسری طرف علوم وفنون اور زبان وادب پر اتنا بڑا احسان کیا کہ جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا میری مراد اس سے سرسید احمد خاں کی ذات گرامی ہے:۔

⑤ سرسید احمد خاں | زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا کہ کہ برّھ کے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

سرسید احمد خاں کے دل میں مسلمانوں کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ زندگی بھر مسلمانوں کی سربلندی کی خاطر مشقتیں جھیلتے رہے، طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرتے رہے زبان وادب اور علم وفن کی ترقی اور قوم کی عزت وعظمت کے لئے وہ سب کچھ برداشت کرتے رہے جو ایک ہمدرد قوم اور غم گسار کو کرنا چاہیئے "مسلم یونیورسٹی علی گڑھ" ان کے کارناموں میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جہاں انہوں نے دوسری طرح کے کارہائے نمایاں انجام دیئے قرآن پاک کی تفسیر لکھ کر علم وادب کا ایک ایسا گراں قدر سرمایہ چھوڑ گئے جو ہمیشہ جلی حرفوں میں لکھا جاتا رہیگا اردو زبان جس مقام پر سنتو سال میں بھی نہیں پہونچی تھی سرسید نے چند سالوں میں وہاں پہونچا دیا ایسے ایسے بلیغ تشبیہات واستعارات اور روزمرہ کے محاورات ایجاد کیے اور سلاست وصفائی برجستگی وچستی الفاظ کی بندش اور خوشنما ترکیبوں سے اردو کا دامن اسطرح مالا مال کیا کہ ۱۸۵۷ء سے قبل کی اردو اور ۱۸۵۷ء کے بعد کی اردو میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا غیر مانوس الفاظ ژولیدہ تراکیب

جنکے استعمال سے اُردو میں دریا کی روانی شہد کی شیرینی اور سلاست و شگفتگی نہ تھی" سرسید احمد خاں نے ان اسقام پر انگلی رکھکر ایک ایک سقم کو دور کیا اور ایک ایک لفظ کو چُن چُن کر ایسی مناسب جگہ پر اس کو فٹ کیا گویا وہ لفظ اسی جگہ کے لئے وضع کیا گیا ہو اس طرح اسکے قبائح کو محاسن سے اغلاط کو صحت سے ژولیدگی کو برجستگی سے اور رکاکت کو سلاست سے بدل دیا۔ اور اُردو کی راہ میں ایک سنگ میل کی حیثیت انہوں نے اختیار کی اُردو ادب کی تاریخ میں وہ کارنامے انجام دیے گئے کہ تاریخ ادب کے صفحات پر تاحشر زریں حرفوں میں لکھا جاتا رہے گا۔ وہ اُردوئے جدید کے بہت بڑے موجد تھے۔

سطور بالا میں سرسید احمد کی خدماتِ جلیلہ کا اختصاراً ذکر آگیا ہے۔ انہوں نے علمی ادبی اور ملی خدمات کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھی جو "تفسیر القرآن" کے نام سے موسوم ہے مذکورہ بالا سطور میں آیاتِ قرآنیہ کے پانچ اقتباسات کا اُردو ترجمہ پیش کیا جا چکا مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ سرسید احمد خاں اِس طرح کرتے ہیں:—

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی .... الخ — اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم نے اپنی جانوں پر بچھڑا بنا کر ظلم کیا پھر معاف نہ چاہو اپنے پیدا کرنے والے سے پس مارڈالو اپنے آپکو یہ اچھا ہے تمہارے لئے تمہارے پروردگار کے نزدیک پھر (خدا نے) تمکو معاف کیا ہاں وہ بڑا معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

دوسرے پارے کے دوسرے رکوع کا ترجمہ شاہ مراد اللہؒ شاہ رفیع الدینؒ اور حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کے تراجم سے جو اسے پیش کیا جا چکا ہے۔ اب ملاحظہ ہو سرسید احمد خاں نے اس کا ترجمہ کس طرح کیا ہے؟

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ ۔الخ — پھر مجکو یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا اور میرا شکر کرو اور ناشکری مت کرو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مدد چاہو صبر کرنے سے

اور نماز پڑھنے سے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے
ساتھ ہے اور مت کہو ان لوگوں کو جو مارے جاتے
اللہ کی راہ میں مردے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ولیکن تم نہیں
جانتے اور ہم تمہارا امتحان کریں گے۔ ایک چیز سے
ڈر اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں
کے نقصان سے بشارت (خوشخبری) دے۔
صبر کرنے والوں کو

سورۂ بقرہ کی آخری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا الخ تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر بقدر اس کی طاقت
کے اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور اس پر ہے
جو اس نے کمایا اے پروردگار ہمارے ہم کو مت
پکڑ اگر ہم نے بھول کی یا چوک کی ہے اے پروردگار ہمارے
اور مت رکھ ہم پر بھاری بوجھ جس طرح کہ تو نے رکھا اس کو
ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے اے پروردگار ہمارے اور
اور مت رکھ ہم پر وہ چیز جس کی برداشت کی طاقت
ہم کو نہیں اور معاف کر ہم سے اور بخش ہم کو اور مہربانی کر
ہم پر تو ہی مولا ہے پھر مدد کر ہماری کافروں کی قوم پر

(۶) ڈپٹی نذیر احمد | سر سید احمد خاں کے رفقاء کار میں مولانا ذکاء اللہ، مولانا الطاف حسین حالی
اور ڈپٹی نذیر احمد تھے جنہیں اردو کے عناصر اربعہ کہا جاتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد، سر سید
احمد خاں کے ہمعصر تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے رفیق کار تھے۔ عام طور پر ہمعصروں
کے درمیان جو چشمک اور رقابت ہوتی ہے یہاں اس کا تصور تک نہ تھا۔ بخلاف اس کے

سر سید احمد کو اگر شہنشاہ مان لیا جائے تو یہ لوگ ان کے وزراء تھے۔ ڈپٹی نذیر احمد بہت سی اصلاحی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات میں "توبۃ النصوح" کا بہت اونچا مقام ہے۔ انہوں نے ہر صنفِ ادب پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ناول افسانہ علمی مقالات سیر و سوانح اور علمی، ادبی، اصلاحی مضامین پر مشتمل ان کی تخلیقات ہیں۔ منجملہ ان کے وہ قرآن پاک کے مترجم بھی تھے۔ "قرآن مجید مترجم" کے نام سے قرآنِ پاک کا مکمل ترجمہ انھوں نے کیا ہے ان کے ترجمے میں شگفتگی، سلاست و روانی اور فصاحت و بلاغت کا ایک دریا موجزن نظر آتا ہے۔ مذکورہ نمونوں میں جن آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ انہی آیات کے تراجم یہاں دیے جاتے ہیں

پہلا پارہ چھٹا رکوع

وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ الخ

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو! تم نے بچھڑے کی پرستش) کے اختیار کرنے سے اپنے اوپر (بڑا ہی) ظلم کیا تو (اب) اپنے خالق کی جناب میں توبہ کرو اور (وہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں کے ہاتھوں سے) اپنے تئیں ہلاک کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اس کے نزدیک تمھارے حق میں یہی بہتر ہے پھر (جب تمھاری طرف سے تعمیل حکم کی آمادگی ظاہر ہوئی تو) خدا نے تمھاری توبہ قبول کر لی بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

دوسرے پارے کے دوسرے رکوع کے ترجمے اوپر گذر چکے ہیں:۔ ڈپٹی صاحب کا ترجمہ ہے۔

فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ الخ

تو تم ہماری یاد میں لگے رہو کہ ہمارے یہاں بھی تمھارا ذکر (خیر) ہوتا ہے اور ہمارا شکر کرتے رہو اور ہماری

ناشکری نہ کرو مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آجائے تو اس کے مقابلے کے لئے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں۔ مگر (ان کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر! صبر کرنے کرنے والوں کو (خوشنودیٔ خدا کی اور کشائش کی) خوشخبری سنا دو۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیت

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ

اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس (کے اٹھانے کی) طاقت اس کو ہو۔ جس نے اچھے کام کئے تو (ان کا نفع بھی) اسی کے لئے ہے۔ اور جس نے برے کام کئے (ان کا وبال بھی) اسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار۔ اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو (اس کے وبال میں) نہ پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں جس طرح تو نے ان پر (ان کے گناہوں کے پاداش میں احکام سخت کا) بار ڈالا تھا۔ ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس (کے اٹھانے) کی طاقت ہم کو نہیں۔

ہم سے نہ اُٹھوا اور ہمارے قصوروں سے درگذر
کر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہم پر رحم فرما
تو ہمارا (حامی و) مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے
میں جو کافر ہیں ہماری مدد کر :-

ڈپٹی صاحب موصوف کا رنگِ ترجمہ بہ نسبت دوسرے تراجم کے صاف اور واضح ہے۔ تحت اللفظ با محاورہ ترجمہ کے درمیان اضافی قوسین سے مطلب بالکل واضح ہوجاتا ہے آپ نے یہ ترجمہ انیسویں صدی کے بالکل اخیر میں کیا تھا۔ زبان و بیان کی دل کش طرزِ نگارش اور مفاہیم و مطالب سے اتنی مقبولیت ہوئی کہ تیرہ [۱۳] برس کے اندر اس کے دس [۱۰] ایڈیشن شائع ہوگئے مجموعی طور پر اس کی مقدار لاکھوں سے زیادہ ہوگئی :-

(۷) مولانا احمد رضا بریلوی | مولانا احمد رضا صاحب بریلوی، سرسید احمد خاں اور ڈپٹی نذیر احمد کے ہم عصر تھے وہ ایک زبردست صلاحیت کے مالک تھے ان کی عبقریت کا لوہا پورے ملک نے مانا۔ مولانا موصوف نعت گو شاعر بھی تھے اگرچہ تذکرہ نگاروں نے انھیں کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ مولانا نے اپنی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا طریقہ اختیار کیا کہ مسلمانوں میں جہاں بہت سے فرقے تھے۔ ان میں ایک اور فرقے کا اضافہ ہوگیا۔ جس سے دین میں بہت سی نئی چیزیں داخل ہوگئیں اور اس طرح ملک گیر پیمانے پر دو [۲] جماعتیں وجود میں آگئیں، اہل دیوبند اور اہلِ بدعت ان دونوں کے درمیان عرصۂ دراز تک رسہ کشی چلتی رہی باہمی تنازعے اور تلخیوں نے اتنا طول کھینچا کہ دونوں کے درمیان علمی میدان میں افسوس ناک حد تک اختلاف کی گرم بازاری رہی مگر تقسیمِ ہند جو کہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ثابت ہوئی قدرتاً اس میں وہ شدت نہ رہی اور آج دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتی جارہی ہیں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے انیسویں [۱۹] صدی کے آخیر میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور مولانا سید محمد نعیم الدین نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس کی تفسیر

کی اس طرح اس تفسیر کا نام ہے :-

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

ترجمہ تحت اللفظ ہے مگر اس کی زبان بہت صاف اور شستہ ہے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ الخ

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

دوسرے پارہ کے دوسرے رکوع کا ترجمہ

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ الخ

تو میری یاد کرو میں تمھارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں۔ انھیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمھیں خبر نہیں اور ضرور ہم تمھیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا ان صبر کرنے والوں کو

تیسرے پارہ (سورۂ بقرہ کی آخری آیت)

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو بُرائی کمائی اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر

ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے رب ہمارے اور ہم پر
بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا
تھا۔ اے رب ہمارے ہم پر بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں
سہار نہ ہو۔ اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے
اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

⑧ مولانا عبدالحق حقانی دہلوی | اُردو کی مشہور تصنیف جو "بیسویں صدی" کے آغاز میں انجام پذیر ہوئی وہ ہے "تفسیر حقانی" یہ مولانا عبدالحق دہلویؒ کی تفسیر ہے۔ حضرت موصوف نے تفسیر کے شروع میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس کی طوالت صفحہ ۱۵۲ تک محیط ہے۔ اس مقدمہ میں انھوں نے اپنی دانست کے مطابق فرقہ باطلہ پر لے دے کیا ہے۔ مسلم و غیر مسلم کے آراء پر ایک ایسی تنقید کی ہے جس سے اُن کے تبحرِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ کتنا وسیع تھا۔ انھوں نے بیسیوں مذاہب و مسالک پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور ان کے رد میں ناقابلِ تردید دلائل دیتے چلے گئے ہیں۔ آپ نے اپنا قلم تفسیر ہی تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ تواریخ و عقائد اور قصص و روایات، احادیث و فقہ کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اور اس طرح پر مقدمہ گوناگوں افادی پہلوؤں کا حامل ہو گیا ہے۔ ترجمہ کا اندازِ بیان یہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ الخ	اور یاد کرو جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم بلاشک تم نے بچھڑا اپنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا پس توبہ کرو اپنے پروردگار سے پس قتل کرو اپنے آپکو یہ تمہارے لئے تمہارے پروردگار کے نزدیک بہتر ہے پھر تم کو خدا نے معاف کیا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ الخ

پس مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ اور میرا شکریہ ادا کرو ناشکری نہ کرو۔ اے ایمان والو مدد لو صبر اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور مت کہو ان کو کہ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مردے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں دیکھتے اور بے شک ہم تمھارا امتحان کریں گے۔ کسی طرح خوف سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور خوش خبری دے صبر کرنے والوں کو۔

سورۃ البقرۃ کی آخری آیت :-

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا الخ

اللہ کسی کو طاقت سے باہر حکم نہیں دیتا ہے جس نے نیکی کمائی تو اپنے لئے اور برائی کی تو اپنے اوپر۔ اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو۔ اگر ہم سے بھول یا چوک ہو جائے۔ اے رب اور مت رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ تو نے ہم سے اگلے لوگوں پر رکھ دیا تھا۔ اے رب اور نہ اٹھوائیو ہم سے جس کی ہم میں طاقت نہیں اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور مہربانی کر ہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے اور فتح دے ہم کو کافروں کی قوم پر۔

(باقی آئندہ)